ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No. 3 2021

جہاتِ کلامِ فریدؒ

* عصمت اللہ
ریسرچ سکالر، پی ایچ ڈی (سرائیکی)، دی اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور
Ismatullahshah8@gmail.com
* پروفیسر ڈاکٹر جاوید حسان چانڈیو
صدر نشین، شعبہ سرائیکی، دی اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور
jawedchandio@iub.edu.pk

ABSTRACT
Khawaja Fareed was the greatest poet of Siraiki Languages. We find novelty not only in languages but also in the subjects of his poetry. His mystic poetry takes up subjects like Wahdat-ul-Wajood, love for God, love for the holy prophet, love for Murshid, love for human being, love for nature and natural phenomena, Hijr, religious tolerance, peace, brotherhood, togetherness, worthlessness of this world, and betterment of Man. It is such a variety of subjects that makes him distinctive from the other poets of his era. Sweetness of siraiki language, lyricism of his kafi and variety of subjects are the main characteristics of his poetry. These ingredients in his poetry make him not only famous but also effective.

Keywords: Novelty, wahdat-ul-Wajood, Hijr, Kafi, Ishq, Beauty, Rohi, Values, Spiritual mentor.

خواجہ غلام فریدؒ (1845ء - 1901ء) سرائیکی زبان کے ایسے نابغۂ روزگار صوفی شاعر ہیں جن کی شعری جہات کا تنوع انہیں دیگر صوفی شعراء سے ممتاز کرتا ہے۔ خواجہ فریدؒ نے جس زمانے میں شاعری کے میدان میں قدم رکھا وہ منظوم عشقیہ داستانوں کے عروج کا زمانہ تھا۔ خانقاہی نظام سے وابستہ ہونے اور مزاجاً صوفی رجحان رکھنے کے سبب آپ نے "کافی" کو اظہار کا ذریعہ بنایا جس کی بنیادی خوبی تصوف کے موضوعات کو زیر بحث لانا ہے۔ آپ نے اپنی مادری زبان میں تصوف کو جس سیدھے سادے اور عام فہم انداز میں کافی کی صورت میں پیش کیا وہ اپنی مثال آپ ہے 272 کافیوں پر مشتمل آپ کے سرائیکی دیوان میں تصوف کے علاوہ دیگر موضوعات کو بھی انتہائی خوبصورت اور دلکش انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ اپنے تحقیقی مقالے میں ہم دیوان فرید (سرائیکی) کے متنوع موضوعات کا اجمالی جائزہ لیں گے۔

"تصوف" احسان کو عملی صورت میں لانے کا نام ہے۔ احسان وہ مقام ہے جس میں بندہ خدا کے اسماء وصفات کے آثار کو دیکھتا ہے[1] خواجہ غلام فریدؒ کے کلام میں تصوف سب سے اہم اور بڑا موضوع ہے آپ نے اپنے کلام میں ذاتِ واحد کی صفات کو بیان کر کے گویا سرائیکی زبان میں قرآن حکیم کی تشریح فرما دی ہے۔

> "خواجہ فرید اور تصوف۔۔۔ یوں لگتا ہے جیسے ہم معنی الفاظ ہوں۔ ہم نے ان کی شخصیت کو ایک صوفی کے طور پر جانا، ان کے کلام کو تصوف کے آئینے میں دیکھا۔ ان کا نام برصغیر کے نامور اور بڑے صوفیا کی زرین فہرست میں معتبر اور مستند ہے اور شعراء میں بھی"[2]

تصوف میں فلسفہ وحدۃ الوجود کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ وحدۃ الوجود کا فلسفہ کیا ہے؟ اس حوالے سے مختلف آراء ہیں۔ سرفراز حسین قاضی کے بقول:

> "وحدۃ الوجود کے لغوی معنی یہ ہیں کہ وجود واحد ہے۔ منطقی اصلاح میں یہ کہ وجود، جزئی حقیقی ہے اور کُلی مشکک نہیں ہے۔ دوسرے لفظوں میں وجود ایک "فردِ واحد" پر منحصر ہے۔ تصوف کی زبان میں اس سے مراد یہ لیا جاتا ہے کہ فرش سے لے کر عرش تک ایک ہی وجود۔۔۔ باری تعالیٰ۔۔۔ کے علاوہ اور کوئی ہستی موجود ہی نہیں ہے۔"[3]

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No. 3 2021

خواجہ غلام فریدؒ وحدۃ الوجود کے نظریئے پر یقین رکھنے والے صوفی ہیں اور اسلام میں نظریہ وحدۃ الوجود کو متعارف کرنے والے صوفی حسین بن منصور حلاج اور شیخ اکبر محی الدین ابن العربی کو اس حوالے سے اپنا مرشد تسلیم کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

ملاویری سخت ڈسیندے بے شک ہِن استاد دِلیں دے

ابن العربی تے منصور[1] (کافی نمبر 10/ 50)

خواجہ غلام فریدؒ کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے سرائیکی صوفیانہ شاعری کو کلچر سے جوڑ کر اسے انتہائی عام فہم، سادہ اور قابل عمل بنا دیا ہے اس کے لیے آپ نے مقامی رومانوی لوک داستانوں کے کرداروں کو علامت کے طور پر برتا جس سے فلسفہ وحدۃ الوجود کے گنجلک اور پیچیدہ مسائل ایک عام روہیلے اور اَن پڑھ دھرتی واس پر بھی کُھلنے لگے۔ ڈاکٹر محمد امین بجا فرماتے ہیں کہ:

> ''خواجہ فریدؒ کا مسلک تصوف وحدت الوجود ہے۔ وحدۃ الوجود، عشق، جذب و مستی، قلندری یہ ہماری صوفیانہ شاعری کی روایات ہیں۔ خواجہ غلام فریدؒ کا عطیہ یہ ہے کہ انہوں نے سرائیکی شعری میں ان موضوعات کو برتا اور یوں سرائیکی شاعری ہماری صوفیانہ شاعری کی روایت سے مربوط ہو گئی اور ہمارے صوفی کلچر کا حصہ بن گئی۔''(4)

وحدۃ الوجودی صوفی کے طور پر خواجہ غلام فریدؒ صوفیا کے اس طبقے سے تعلق رکھتے ہیں جن کا ایمان یہ ہے کہ اس کائنات میں وجود صرف ایک ہی ہے اور وہ ہے وجودِ حقیقی۔ اس کے علاوہ باقی ہر شئے عارضی اور فانی ہے اس لیے وجودِ حقیقی کے وصال کے خواہش مند کثرت میں بھی وحدت کو دیکھتے ہیں اور اس کائنات کے تمام رنگوں میں اس بے رنگ ذات کے جلوؤں سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ وحدۃ الوجود کے حوالے سے خواجہ غلام فریدؒ کا نظریہ اُن کی شاعری میں یوں آشکار ہوتا ہے۔

* وہ وہ سوہ ݨے داور تارا ہر صورت وچ کرے اوتارا

(20:1)

* سوہݨے یار پُنل داہر جا عین حضور
اول، آخر، ظاہر، باطن اس دا ݨ ظہور

(52:12)

* ہر صورت وچ دیدار ڈٹھم کل یار اغیار کوں یار ڈٹھم

(84:1)

راہِ سلوک کا سفر کرنے والے صوفی پہلے فنافی الشیخ کی منزل عبور کرتے ہیں۔ خواجہ غلام فریدؒ کے مُرشد خواجہ غلام فخر الدین فخر جہاں آپ کے بڑے بھائی تھے۔ ایک روحانی استاد کے طور پر انہوں نے خواجہ فریدؒ کی انگلی پکڑ کر تصوف کی منازل طے کرائیں جس کا اظہار خواجہ غلام فرید یوں فرماتے ہیں:۔

* فخر جہاں ہک رِیت سکھائی اصلوں حاجت رہی نہ کائی
دل مُجڑ مُجڑ دھم دھام مچائی تھئے گُن گیان سمولے

(180:12,13)

* گُرنے بات بتائی پوری طیفوری تے منصوری
تھئی فاش تجلی طوری ہر جا ایمن تے میقاتاں

[1] اس مقالے میں دیے گئے اشعار دیوان فریدؒ، مولانا عزیز الرحمان عزیز، تقابلی مطالعہ، حواشی، ترتیب: جاوید چانڈیو، مطبوعہ سرائیکی ادبی مجلس، بہاول پور، باردوم: 2004ء سے لیے گئے ہیں۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No. 3 2021

(کافی
نمبر10،11/ 124)

فنافی الشیخ کے بعد فنا الرسول کا مرحلہ آتا ہے خواجہ غلام فریدؒ کی اپنے مرشد کے ساتھ گہری عقیدت اور حد درجہ عشق کی سب سے بڑی وجہ بھی یہ تھی کہ آپ کے مرشد فخر جہاں، سرورِ کائنات خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیؐ سے کمال درجہ کی محبت اور عقیدت رکھتے تھے اور سُنّتِ رسولؐ کی پیروی ہی تمام عمر آپ کا اوڑھنا بچھونا رہا۔ اس حوالے سے علامہ عبدالرشید طالوت فرماتے ہیں:

"خواجہ فریدؒ کو بھی اپنے پیرو مرشد سے صرف اس واسطے محبت تھی کہ وہ اُن میں مولائے کُل فخر الرُسُلؐ کی سُنت کی اتباع اور اُنہی کی خوبو دیکھتے تھے۔"(۸)

خواجہ فریدؒ کی شاعری کا ایک حصہ نعتیہ شاعری پر مشتمل ہے اس کی وجہ آپ کی ذاتِ نبویؐ سے بے لوث محبت اور مودت ہے۔ آپ کی شاعری میں موجود نعتیہ اشعار سے عشقِ رسولؐ کی خوشبو اور چاشنی پڑھنے اور سننے والے دِلوں پر یکساں اثر کرتی ہے۔ اس حوالے سے آپ کی شاعری سے چند حوالے پیش کیے جاتے ہیں۔

* رانجھن میرا نورِ الٰہی مظہر ذات صفات کماہی
سر لولاک کلنگی پائی طۂ چتر جھلایا ہے

(218:2,3)

* توڑے دھکڑے، دھوڑے کھاندڑی ہاں تیڈے نام توں مفت وکاندڑی ہاں
تیڈی باندیاں دی میں باندڑی ہاں ہے در دیاں کیتاں نال ادب

(22:8,9)

وحدۃالوجودی صوفی ہونے کی بنا پر آپ نبی کریمؐ کے دنیا میں ظہور کو دراصل اُسی ذاتِ واحد کے بھیس بدل کر دنیا میں ظہور پذیر ہونے پر یقین رکھتے ہیں اور فرماتے ہیں:

* احد تے احمدؐ فرق نہ کوئی واحد ذات صفات نیں

(99:6)

* حُسن ازل دا تھیا اظہار احدوں ویس وٹا تھی احمدؐ

(30:1)

* احد آہا ٹ احمد آیا موھیں چین مچیں

(140:3)

راہِ سلوک کی انتہائی منزل فنا فی اللہ کا مقام ہے۔ جہاں پہنچ کر صوفی بقاباللہ کی سعادت سے سرفراز ہوتا ہے۔ خواجہ غلام فرید ذاتِ مطلق کی وحدانیت اور ہمہ اوستی کے قائل ہیں۔ آپ کا سارا دیوان گویا اسی "ہمہ اوست" کی تشریح پر مبنی ہے۔ علامہ رحمت اللہ ارشد کہتے ہیں:

"آپ خواجہ فریدؒ کا پورا دیوان پڑھ جایئے۔ آپ کو توحیدِ وجودی کا یہ پیغام متنوع اسالیب بیان کے ساتھ ہر کافی میں ملے گا۔ حضرت خواجہ اپنے اس پیغام کی مرکزیت اور آفاقیت میں اس قدر محو معلوم ہوتے ہیں کہ ان کی زندگی کا منتہائے مقصود اسی "ہمہ اوسیا" پیغام کے دوائرِ فکر و نظر میں محدود ہو کر رہ گیا ہے۔ وہ تمام علوم کی افادیت کے قائل اور معترف ہیں مگر علوم وفنون کے تمام دوائر کا مرکزی نکتہ ان کے نزدیک توحیدِ وجودی کے بغیر کچھ نہیں۔"(۹)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No. 3 2021

جیسا کہ پہلے کہا گیا کہ خواجہ غلام فریدؒ کا کمال یہ ہے کہ آپ نے مقامی علامتوں کے ذریعے وحدۃ الوجود جیسے مشکل اور پیچیدہ فلسفے کو بھی انتہائی آسان اور عام فہم بنا دیا ہے۔ جب وہ محبوبِ حقیقی کے لیے 'پنل' رانجھڑ، ڈھولا ماہی، یار جیسی علامات استعمال کرتے ہیں اور پھر وحدۃ الوجود کا فلسفہ بیان کرتے ہیں تو عام ان پڑھ آدمی بھی اس فلسفے کی تفہیم سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ جیسے آپ کے یہ اشعار:

* سوہݨے یار پنل دا ہر جا عین حضور

(52:1)

* ہر جا ذات پنل دی عاشق جاݨ یقین
ہر صورت وچ یار دا جلوہ کیا اسمان زمین

(140:1,2)

* ہر ہر جا وچ رانجھݨ ماہی آیا نال صفات کماہی

(7:5)

* ہُݨ میں رانجھݨ ہوئی ریہا فرق نہ کوئی

(269:1)

وحدۃ الوجودی صوفی کائنات کی ہر شئے میں ذاتِ مطلق کے حُسن کا پرتو دیکھتے ہیں اسی لیے حسن پرستی کو عین عبادت اور باعث ثواب گردانتے ہیں۔ خواجہ غلام فرید علیہ رحمت کا شمار بھی انہی صوفیا میں ہوتا ہے جو حُسنِ حقیقی کی پرستش کے قائل ہیں اور اسی کے نظارے کو ہی اپنا دین ایمان سمجھتے ہیں۔ کلام فرید میں حُسن پرستی کے حوالے سے خواجہ صاحب کا نظریہ اس طرح سے واضح ہوتا ہے:

* حُسن پرستی عین عبادت شاہد مستی صرف سعادت
غیبت غفلت محض حضور (10:3)

* حُسنِ پرستی گھات اساݙی راز حقائق بات اساݙی
رمز حقیقی جھات اساݙی فخر جہاں ایہا ریت سکھایم

(11،10:83)

* حُسن پرستی تے میخواری ساݙی صوم صلوٰۃ نیں

(7:99)

حُسنِ حقیقی کی پرستش ہی عشق ہے۔ عاشق کائنات کی ہر شئے میں حُسنِ حقیقی اور نورِ ازل کے جلوے دیکھتا ہے اور دِل و جان سے ان پر فدا ہوتا چلا جاتا ہے۔ یہ عشق ہی ہے جو عاشق سے راہِ سلوک کے مشکل ترین مراحل بھی نہایت آسانی سے طے کروالیتا ہے۔ گویا عشق محبوب کی نگری کی طرف رہنمائی کرنے والا ہادی، رہبر اور مرشد قرار پاتا ہے۔ کلام فرید کا ایک اور بڑا موضوع عشق بھی ہے آپ فرماتے ہیں:

* عشق ہے ݙکھڑے دل دی شادی عشق ہے رہبر مرشد ہادی
عشق ہے ساݙا پیر جیں کُل راز بجھایا

(8:3،2)

* عشق ہے ہادی پرم نگر دا عشق ہے رہبر راہ فقر دا
عشقوں حاصل ہے عرفان (134:3)

عاشق محبوب کا ہر وقت دیدار، قُرب اور وصال چاہتا ہے جو اس طرح سے مُیسر نہیں آتا جس طرح "الست بربکم" کے مکالمے کے دوران میسر آیا تھا۔ سو وہ بے چین اور بے قرار ہو کر ہر وقت تلاشِ یار میں سرگرداں رہتا ہے۔ خواجہ غلام فریدؒ کی شاعری میں فراق اور جدائی کا یہ درد الفاظ کی چیخوں اور سسکیوں کی صورت میں جب ظاہر ہوتا ہے تو ہر صوفی کے دل کی آواز بن جاتا ہے:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No. 3 2021

"خواجہ فریدؒ دوئی کے اس پاپ کو دھونے کی آرزو کرتے ہیں اور اس کے لیے عشق کی دوا تجویز کرتے ہیں جو حق کے سوا ہر شئے کو جلا دیتا ہے اور جُز میں کُل کا تماشا دکھلاتا ہے اس دوئی کے لیے ہجر، فراق اور برہا کی علامتوں سے دیوان فرید معمور ہے جو ایک درد مند دل کی پکار ہے۔"(6)

ہجر، فراق، برہا، وچھوڑا، جدائی کا دُکھ کلام فریدؒ کا بڑا موضوع ہے۔ آپ کبھی اسے محبوب کی طرف سے عطا کردہ ایک تحفہ گردانتے ہیں، کبھی اسے سر پر آن گرنے والا بھاری بوجھ گردانتے ہیں، کبھی اس درد کے ہمیشہ رہنے کی خواہش کا اظہار کرتے ہیں۔ غرض یہ کہ ہجر کلام فریدؒ میں کئی رنگوں کی صورت میں اپنے اثرات دکھاتا محسوس ہوتا ہے۔ کلام فرید میں ہجر کے چند رنگ ملاحظہ ہوں:

* درد اندر دی پیڑ ڈاڈھا سخت ستایا
ہجر فراق دے تیر دل نوں مار منجھایا

(8:1)

* سوز تپش موجود ہمیشہ بھاہ برہوں بھڑکا°یوں سوہ ٹاِیار

(50: 5)

* درد فرید ہمیشہ ہووے سارے پاپ دوئی دے دھووے
رہندی تانگھ تے تا ٹ پہنچاں پریم نگر وچ

(28: 16،15)

خواجہ غلام فریدؒ کو روہی چولستان سے خاص محبت تھی۔ کہا جاتا ہے کہ آپ نے اپنی چھپن سالہ زندگی کے کم و بیش اٹھارہ سال مختلف وقفوں کے ساتھ روہی میں گزارے جہاں آپ یک سوئی کے ساتھ فطرت سے ہم کلام ہو کر روحانی طاقت حاصل کرتے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ آپ روہی کے غریب، بے حال، مفلس اور مجبور روہیلوں کے دُکھ درد سمجھ کر اُن کا ہر ممکن ازالہ کرنے کے لیے بھی کوشاں رہتے تھے۔ آپ کی شاعری میں مناظر فطرت کی عکاسی کے ساتھ ساتھ روہی کے باسیوں کے مسائل، دُکھ اور پریشانیوں کا اظہار بھی ملتا ہے۔ شبیر حسن اختر کا کہنا ہے کہ:

"خواجہ فریدؒ نے اپنے وسیب کے انسانوں کا دُکھ درد، خوشی غمی، آس نراس، شادمانی اور محرومی کو اپنے دامن مُں یوں سمیٹ لیا ہے کہ آپ کی شاعری سرائیکی سماج کی تہذیب، یہاں کی بود و باش، رہن سہن اور رسوم و روایات کا ایک جامع جیتا جاگتا مرقع ہے۔"(7)

خواجہ فریدؒ روہی کو محبوب کے ملنے کا مقام اور درد مندوں کا ٹھکانا قرار دیتے ہیں اس لیے آپ کو جب بھی موقع ملتا آپ روہی پہنچ جاتے اور ذہنی اور روحانی مسرتوں سے شرابور واپس لوٹتے۔ روہی کی عظمت کے حوالے سے چند شعر دیکھیں:

* روہی محض بشارت درسوں مرسوں، جُھرسوں، مُول نہ ڈرسوں
بیدرداں دی دِلڑی ترسوں ڈیٖنھ راتیں گھوٗں موٗں ہے یار

(24: 11،10)

* اے روہی یار ملاوڑی وے شالا ہووے ہر دم ساوڑی وے
وٖ؛٠ پپیوں لسرڑی°ماوڑی وے گِھن اپ ٹ ے سوہ ٹ ے سئیں کنوں

(92: 9،8)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No. 3 2021

* اُتھ دردمنداں دے دیرے — جِتھ کرڑ کنڈا بُوئی ڈھیرے
اے اُچے ٹِ٘بڑے عالی — اے سوہ ٹ٘ی ککری والی
ہِن مشتاقاں دے والی — ٘یا کون قدم اِتھ پھیرے

(173: 3،2،1)

خواجہ غلام فرید کا خانوادہ صدیوں سے خُلق خُدا کی اصلاح اور رہنمائی کرتا چلا آرہا تھا۔ صوفیائے کرام کی خانقاہیں رُشد وہدایت کا سرچشمہ تھیں۔ خواجہ صاحب بھی اسی خانقاہی نظام سے متعلق تھے۔ جب سجادگی کے منصب سے سرفراز ہوئے تو مریدین کی روحانی تربیت بھی آپ کے فرائض منصبی میں شامل ہوگئی۔ آپ نے اپنے ملفوظات، عمل اور شاعری کے ذریعے یہ فریضہ بہ حسن وخوبی سرانجام دیا۔ آپ کی شاعری میں دنیا کی بے ثباتی، اعلیٰ اخلاقی اقدار کا فروغ، عشق الٰہی، اطاعتِ رسول، اِتباعِ مُرشد، عرفانِ ذات، عرفانِ الٰہی، عظمت انسان، بُرائی سے نفرت، اچھے اعمال کی تلقین و تاکید، خودداری، اُمید، جستجو، تحقیق اور اجتماعیت جیسے موضوعات موجود ہیں۔ جو ایک مثالی معاشرے کی تشکیل کے لیے بے حد ضروری ہیں۔ ڈاکٹر میاں مشتاق کہتے ہیں:

> "کلام فرید ایک فلسفے کا نام ہے انسانیت کا فلسفہ، اس لیے خواجہ فرید کا کلام صرف سرائیکی زبان کے شائقین کے لیے ہی نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لیے نشانِ منزل ہے۔ فلسفۂ فرید دراصل راہ سے بھٹکے ہوئے انسانوں کے لیے نشانِ منزل ہے۔ فرید کے ہاں ایک سبق ہے۔ ایک طریقِ زندگی ہے جس کو اپنا کر انسان اپنی تکمیل کی طرف گامزن ہو جاتا ہے۔"(۸)

ایک روحانی پیشوا کی حیثیت سے خواجہ غلام فرید یہ چاہتے ہیں کہ یہ دنیا امن وامان کا گہوارہ بن جائے اعلیٰ اخلاقی قدریں فروغ پائیں، انسان اپنی عظمت کو پہچان کر اشرف المخلوقات کے تقاضوں پر پورا اُترے۔ اس حوالے سے آپ کی شاعری سے چند مثالیں پیش خدمت ہیں:

* چوریوں جاریوں استغفار — بخشم شالا رب غفار
گندڑی عادت، گندڑے فعلوں — توبہ! توبہ! لکھ لکھ وار

(43: 2،1)

* جیوݨ ڈینہہ اڈھائی وویار — سٹ گھٹ فخر وڈائی وویار
بٹھ گھت رِیت، روش تقلیدی — رہ تحقیقی، سِلک فریدی (44:1)

*

کر منظور تے تھی مسرور (50:12)

* اپݨی حقیقت گول تُوں — بے کوں نہ اصلوں پھول تُوں
رکھ یاد اسا ڈ٘ابول توں — آنیں نہ شک ہے محض پک

(64: 20،19)

* پریں اج نہ گیو سے کل ہی سہی — ایہو وطن بیگانہ کُوڑا کُوڑِکا ݨاں

(153:1)

* ٹھہندی نہیں تشدید وے — کاوڑا تے تہدید وے

(172:10)

* فاش فریدا ے وعظ سݨاتُوں — عالم، جاہل، شاہ گداں کوں

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No. 3 2021

جو کوئی چاہے فقر فنا کُوں   اپڑے آپ کُوں گولے

(16،17 :181)

*   رکھ طرح طریق توکل ٹُوں   کر حوصلہ، صبر تحمل ٹُوں

ول وصال وصال مہانگے نیں (3: 98)

غرض خواجہ غلام فریدؒ کا سرائیکی دیوان موضوعاتی تنوع کے حوالے سے ایک ایسا گلدستہ ہے جس میں تصوف، حُسن، عشق، ہجر، فطرت، اصلاح جیسے مختلف رنگوں اور مختلف خوشبوؤں کے پھول اپنی سج دھج دکھاتے اور دلوں کو مہکاتے ہیں۔ آپ نے سرائیکی زبان میں شاعری کر کے جہان اس زبان کو امر کر دیا ہے، وہاں آپ کا پیغام عام عوام کے دلوں میں اُتر کر اپنا اثر دکھا رہا ہے۔ اس لیے سوا سو سال گزرنے کے باوجود بھی ہر گزرتے دن کے ساتھ دیوانِ فرید اور پیامِ فرید کی اہمیت وافادیت بڑھتی ہی چلی جا رہی ہے۔

حوالہ جات

1. صدیقی، عقیل احمد، فرہنگ تصوف، اردو لغت بورڈ، کراچی 2010ء، ص:48۔
2. جاوید حسان چانڈیو، ڈاکٹر، مضمون مشمولہ، معارف اولیاء، خواجہ فرید نمبر، محکمہ اوقاف و مذہبی امور، پنجاب 2006ء، ص:71۔
3. قاضی، سرفراز حسین، مِتھل فرید، مکتبہ عثمانیہ لاہور، سن ندارد، ص69۔
4. محمد امین، ڈاکٹر، خواجہ غلام فرید فکر و فن، سرائیکی ادبی بورڈ، ملتان 2001ء، ص71۔
5. طالوت، عبدالرشید نسیم، مضمون مشمولہ؛ سہ ماہی سرائیکی، سرائیکی ادبی مجلس، بہاولپور، جلد 14، شمارہ 53، جولائی تا ستمبر 2002ء، ص14۔
6. رحمت اللہ ارشد، علامہ، مضمون مشمولہ، پریت مہار، ترتیب: محمد کریم تونسوی، ارشد ملتانی، بار 2018ء، ص106۔
7. جاوید چانڈیو، ڈاکٹر، سرائیکی زبان ادب اور معاشرہ، ملتان انسٹیٹیوٹ آف پالیسی اینڈ ریسرچ، ملتان 2010ء، ص89۔
8. میاں مشتاق احمد، ڈاکٹر، مضمون مشمولہ، سہ ماہی سرائیکی، چیف ایڈیٹر: جاوید چانڈیو، سرائیکی ادبی مجلس، بہاولپور، جلد 13، شمارہ 49، جولائی تا ستمبر 2001ء، ص25۔